سید جعفر مرتضیٰ عاملی، ایک منفرد سیرت نگار

Syed Jafar Murtadha Amoli: A Distinguished Biographer

Muhammad Shareef

Dr. Hafiz MNuhammad Sajjad

Abstract:

Seyed Murtadha Amoli who has passed away recently was born at Jabl Amil in Lebanon. He was a distinguished biographer and researcher of the 21st century. He was famous for his unique style of biography. He wrote a 35 volume book on the life of the Holy Prophet (PBUH), entitled as Al-Sahi Min Sirat al-Nabi al-A'azam. He also wrote many other books on the sirat. Drawing on his research and arguments, he claims that there are many unauthentic traditions in the existing literature on Islamic history and sirat. He has relied only on authentic traditions in his works. Some of his works have been introduced in this article, including Al-Sahi Min Sirat al-Nabi al-A'azam.

Key words: *Jafar Murtadha Amoli, Al-Sahi Min Sirat al-Nabi al-A'azam, Al-Sahi min Sirat al-Imam Ali, Al-Hayat al-Siyasiyah li al-Imam al-Hasan, Al-Sahi min Sirat al-Imam al-Hussain, Al-Hayat al-Siyasiyah li al-Imam al-Rida.*

خلاصہ

سید جعفر مرتضیٰ عاملی (رحمۃاللہ علیہ) جنہوں نے حال ہی میں وفات پائی ہے، لبنان کے علاقہ جبل عامل میں پیدا ہوئے۔ آپ اکیسویں صدی کے ایک منفرد محقق اور سیرت نگار تھے۔ ان کی وجہ شہرت ان کی منفرد سیرت نگاری ہے۔ رسول اکرمؐ کی سیرت طیبہ پر انہوں نے 35 جلدوں پر مشتمل کتاب "الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ" لکھی ہے۔ اسی طرح انہوں نے سیرت نگاری میں کئی دیگر کتب بھی تالیف کی ہیں۔ وہ اپنی تحقیق اور دلائل کی روشنی میں اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہمارے پاس موجودہ کتب سیرت و تاریخ میں بہت سی ضعیف اور غیر صحیح روایات نقل ہوئی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ان تمام روایات میں تحقیق کرکے صحیح روایات کے ساتھ سیرت کے پہلوؤں کو لکھا ہے۔ اس مقالہ میں بشمول الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ آپ کے بعض آثار کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: جعفر مرتضیٰ عاملی، الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم، سیرت، الصحیح من سیرۃ الامام علی علیہ السلام، الحیاۃ السیاسیۃ للامام الحسن (ع)، الصحیح من سیرۃ الامام الحسینؑ، الحیاۃ السیاسیۃ للامام الرضا۔

تعارف

اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری انبیاء کرام کو سونپی تھی۔ سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد اس امت کے علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ انبیاء کرام جس کام کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی کی ترویج و تبلیغ کی ذمہ داری اب علماء کے کندھوں پر ہے۔ یہ علماء اور محققین ہی ہیں جو اسلامی تعلیمات کو سیکھ، سمجھ کر معاشرے تک پہنچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اہل علم کو علم نہ رکھنے والوں پر برتری اور فضیلت دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" (39:9) ترجمہ: "کہہ دیجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں؟" یقینا جاننے والوں کا مقام و مرتبہ نہ جاننے والوں سے بہت بلند و برتر ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی علماء کی اہمیت اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔ زمانہ رسولؐ کے بعد سے لے کر اب تک اسلامی تاریخ میں بڑے جید علماء گزرے ہیں جنہوں نے دین مقدس اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کی ہیں۔ عالم اسلام کی ان تابناک شخصیات میں سے ایک شخصیت علامہ سید جعفر مرتضیٰ الحسینی عاملی بھی تھے جو اسی سال ماہ صفر کی اٹھائیس تاریخ کو وفات پا گئے۔ آپ بڑے درجے کے محقق اور کئی ضخیم کتابوں کے مؤلف و مصنف تھے۔ پیش نظر مقالہ میں آپ کی علمی خدمات کا تعارف کروایا گیا ہے۔

زندگینامہ

آیت اللہ سید جعفر مرتضیٰ بن سید مصطفیٰ مرتضیٰ عاملی کی خاندانی نسبت حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین بن علی بن ابو طالب (رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے فرزند حضرت زید شہیدؒ کے بیٹے "حسین ذی الدمعہ" تک پہنچتی ہے جو کہ حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہما السلام کے بیٹے حضرت زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ دوسری صدی ہجری کے امامی محدث تھے۔ حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے وقت چار سال یا سات سال کے تھے۔ اپنے بابا کی شہادت پر زیادہ رونے اور آنسو بہانے کی وجہ سے "ذوالدمعہ" کے نام سے معروف ہوئے۔ حضرت زید کی شہادت کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند کے طور پر ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری لی اور آنحضرت علیہ السلام کے زیر سایہ رہے یہاں تک کہ ایک عظیم عالم اور محدث قرار پائے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایات نقل کی ہیں، اور خود ان سے ان کے فرزندان عبداللہ، محمد، قاسم، یحییٰ اور قاسم کے علاوہ علی ابن جعفر عریضی، اسماعیل بن جعفر، ابن ابی عمیر اور عباد بن یعقوب رواجنی وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ آخر عمر میں نابینا ہوئے اور سن ۱۴۰ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے ۷۶ سال عمر پائی۔ [1]

بہر صورت، اِس خاندان میں بہت سے جیّد علماء گزرے ہیں، جن میں سے ایک نامور عالم سید حیدر عاملی ہیں جو جبل عامل میں واقع مدرسہ علمیہ کے زعیم تھے۔ یہ وہی مدرسہ ہے جہاں سے علم رجال کی معروف کتاب "اعیان الشیعہ" کے مؤلف آیت اللہ سید محسن الامین عاملی درس پڑھایا کرتے تھے۔ "اعیان الشیعہ" سید محسن الامین الحسینی العاملی کی لکھی ہوئی ایک ضخیم اور جامع کتاب ہے، جس میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں شیعہ تابعین، تبع تابعین، رواۃ، محدثین، قراء، مفسرین، فقہاء حکماء، متکلمین، منطقیین، ریاضی دان، نحویین، صرفیین، لغویین، علم بیان اور انساب کے ماہرین، اطباء، شعراء، ادیبوں، عارفوں، واعظوں حکمرانوں، وزراء اور امراء، کاتبین اور قاضیوں کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ دار التعارف للمطبوعات، بیروت نے پانچویں بار اسے سن ۱۴۱۹ھ میں چودہ جلدوں پر چھاپ کر نشر کیا ہے۔

سید حیدر عاملی کے دو بھائی تھے، سید جواد عاملی اور سید مرتضیٰ عاملی۔ سید جواد آملی تیرہویں صدی ہجری کے شیعہ محدث اور فقیہ تھے، اور کتاب "مفتاح الکرامہ" سمیت دسیوں کتابوں کے مؤلف ہیں۔ لیکن سید مرتضیٰ عاملی، سید جعفر مرتضیٰ عاملی کے جد ہیں2۔ علامہ جعفر مرتضیٰ بن مصطفیٰ بن مرتضیٰ عاملی، 25، صفر سنہ 1364ھ (بمطابق 6، جنوری 1945ء) کو جبل عامل لبنان کے مضافات میں ایک دیہات "دیر قانون" میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندانی بنیادی طور پر علاقہ جبل عامل کے ایک دیہات "عیثا الجبل" سے تعلق رکھتا ہے جہاں سید جعفر مرتضیٰ کی زندگی کا اہم حصہ گزرا ہے[3]۔ جبل عامل سے تعلق کی بناء پر دوسرے متعدد شیعہ علماء کی طرح عاملی کے نام سے بھی معروف ہیں۔ یہ وہ خطہ ہے جہاں شیخ حر عاملیؒ (صاحب وسائل الشیعہ)، زین الدین عاملیؒ (شہید ثانی) شیخ بہائیؒ جیسے متعدد نامور شیعہ علماء پیدا ہوئے ہیں۔

سید جعفر مرتضیٰ جب سن تمیز کو پہنچے تو اپنے والد کے مکتب میں ابتدائی تعلیم و تحصیل کے لئے داخلہ لیا۔ وہیں قرآن مجید، تجوید اور لکھنا پڑھنا سیکھا۔ پھر والد کی تشویق پر باقاعدہ دینی تعلیم (مصطلحہ حوزوی تعلیم) کی طرف آئے۔ ابتدائی تعلیم اور ادبیات اپنے والد کے پاس حاصل کی۔ اور انہی کے کتاب خانے سے مختلف موضوعات کے متعلق مطالعہ و استفادہ کیا۔ ایک مدت شعر و شاعری کی طرف بھی رجحان رہا لیکن ایک دفعہ ان کے والد نے ان سے کہا: "اریدك عالماً ولا اریدك شاعراً [4] (میں تمہیں ایک عالم دیکھنا چاہتا ہوں، شاعر نہیں)۔ اس پر انہوں نے والد کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے شعر و شاعری کو خیر باد کہا اور علوم دینی کی طرف اپنی پوری توجہ اور توانائی مبذول کی۔ چنانچہ سن 1382ھ میں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے نجف اشرف، عراق چلے گئے۔[5] نجف اشرف میں تقریباً چھے سال، یعنی 1382 تا 1388، ہجری تک مشغول تعلیم رہے۔ سنہ 1384 میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے اور اسی سال ابن ہشام کے رسالہ "الغاز" پر تحقیق کرکے اسے منتشر کیا۔ الغاز ابن ہشام فی النحو، "الغز" لغت میں

ایک حیوان کا نام ہے، جسے عربی میں "جحر الضب" کہتے ہیں جو دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے بل کے کئی دروازے بناتا ہے۔جب دشمن ایک طرف سے حملہ آور ہوتا ہے تو کسی اور دروازے سے نکل جاتا ہے۔ یہ لفظ اسی معنی سے علم نحو کے ان مسائل کے لئے مستعار لیا گیا ہے جو قاری کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ جہاں قاری بالکل ایسے حیران رہتا ہے جیسے اس حیوان کے بل کے پاس کھڑا شخص۔ اس رسالے میں معروف نحوی ابو محمد عبداللہ ابن ہشام نے ایسے ہی مسائل نحو کو الفبائی ترتیب میں بیان کیا ہے۔اس کتاب میں ان کی روش یہ ہے کہ پہلے کسی مسئلے کے متعلق ایک شعر بیان کرتے ہیں، پھر اس پر موجود اشکال اور اس کا حل بیان کرتے ہیں۔ مسئلے کا حل بیان کرتے ہوئے بھی زیادہ تر اشعار سے استفادہ کرتے ہیں۔ علم نحو کے موضوع میں مختصر اور جامع ایک بہترین رسالہ ہے۔ متن کتاب ۱۵۳ اشعار (اصلی) اور ۵۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ سید جعفر مرتضی عاملی کا پہلا ادبی اور تحقیقی کام تھا جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ اس وقت ادبیات عرب پر خوب مہارت اور تبحر رکھتے تھے اور جوانی میں ہی تحقیق و تالیف کا آغاز کیا تھا۔[6] آپ کے والد گرامی کی ایک خواہش یہ بھی تھی کہ آپ حوزہ علمیہ قم ایران میں اپنے تعلیمی سفر کو جاری رکھیں۔ چنانچہ والد کی اسی خواہش کے مطابق سنہ 1388ھ میں عراق کو ترک کرکے عازم ایران ہوئے اور قم المقدسہ کو اقامت اور تحصیل علوم عالیہ کے لئے منتخب کیا۔ سید جعفر مرتضی تقریباً پہلے لبنانی طالب علم ہیں جو تحصیل علم کے لئے شہر قم میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان سے پہلے لبنانی طلبہ کا ایران آنے کا رجحان نہیں تھا۔ قم المقدسہ میں مدرسہ خان میں علمی شخصیات کے حلقہ مباحثہ علمی میں شرکت کی۔ جہاں آیت اللہ سید ابوالفضل میر محمدی اور آیت اللہ میرزا علی احمدی میانجی (صاحب مکاتیب الرسول[7]) آیت اللہ سید مہدی روحانی، آذری قمی جیسے بلند پایہ اساتذہ سے سطوح عالیہ کی تکمیل کی[8]۔ پھر آیت اللہ مرتضٰی حائری، میرزا ہاشم آملی لاریجانی اور آیت اللہ سید محمد رضا گلپایگانی وغیرہ کے دروس خارج میں شرکت کرکے اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے۔

سید جعفر مرتضٰی کے باقاعدہ طور پر تحقیق کے میدان میں وارد ہونے کا باعث ایک لبنانی مصنف بنا جس نے حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے بارے میں کچھ متنازعہ مواد نشر کیا۔ ان کے جواب میں سید جعفر مرتضی نے کچھ مقالات لکھے جو "دار التبلیغ" کے زیر انتظام نشر ہونے والے عربی مجلّہ "الہادی" میں نشر ہوئے۔ یہ مقالات بعد میں ایک مستقل کتاب بنام "حیاۃ السیاسیہ للامام الرضاؑ" کی صورت میں طبع ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصہ بعد "حدیث افک" پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا۔ اس کے بعد بصرہ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے چوری کئے جانے والے اموال کے موضوع پر تحقیق کی جو سنہ ۱۳۹۷ھ میں باقاعدہ ایک کتاب "ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ واموال البصرہ" کے نام سے نشر ہوئی۔ پھر اس کے بعد مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں تالیف و تصنیف کیں۔ آپ اب تک تقریباً 73 سے زائد کتابیں تالیف کر چکے ہیں۔

سیرت نگاری

سید جعفر مرتضی سیرت اور تاریخی موضوعات پر بہت گہری نظر رکھتے ہیں۔ ان کی سیرت نگاری میں کلامی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ سیرت اور تاریخ کے منابع اولیہ سے روایات کا انتخاب کرکے اپنے متعینہ معیارات کومد نظر رکھتے ہوئے ان پر تجزیہ و تحلیل کرتے ہیں اور سیرت کے صحیح پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ "الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ" (35 جلد)، "الصحیح من سیرۃ الامام علیؑ" (53 جلد) اور "الصحیح من سیرۃ الامام الحسینؑ" (24 جلد) آپ کی سیرت نگاری کے شاہکار ہیں۔

"الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ"

بیسویں صدی کے اواخر میں تقریباً 25 سالوں پر محیط انتھک محنت اور تحقیق کے بعد 35 جلدوں پر مشتمل تفصیلی کتاب "الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ" سیرت کے موضوع پر لکھی گئی ایک مفصل ترین کتاب ہے جو ایک شیعہ مسلک عالم دین نے لکھی ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کو چند مراحل میں تالیف کیا ہے۔ پہلے مرحلے میں اس کی چار جلدیں سن 1983ء، میں طبع ہو کر منظر عام میں آئیں۔ جامعۃ المدرسین کے زیر اہتمام موسسۃ النشر الاسلامی نے اسے قم المقدسہ سے نشر کیا۔ پھر اس کے تقریباً دس سال بعد مزید کچھ جلدوں کی تالیف سے فارغ ہوئے اور پہلی چار جلدوں پر تجدید نظر کے ساتھ ابتدائی دس جلدیں منتشر کیں۔ اور بالآخر سن 2006ء میں 35 جلدوں کی تالیف سے فارغ ہوئے۔

مؤلف نے جہاں اس کتاب کی تالیف میں بلاامتیاز فریقین کے 1700 سے زائد منابع سے استفادہ کیا ہے، وہاں انہوں نے اپنے خاص اسلوب اور اصول سیرت نگاری کے مطابق اس کتاب میں متعدد مقامات میں اہل سنت سیرت نگاروں کی روش سے مختلف روش اپنائی ہے۔ آپ کی یہ کتاب سیرت کے موضوع پر لکھی جانے والی اہم اور مفصل کتابوں میں سے شمار ہونے کے علاوہ تحقیقی بنیادوں پر لکھی جانے والی کتابوں کی فہرست میں ایک اہم حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ اس کتاب کے منابع زیادہ تر بلاواسطہ سیرت کی امہات الکتب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب سیرت کے فن کے باحثین کے لئے ایک مستند منبع کی حیثیت رکھتی ہے۔ مؤلف نے روایات سیرت میں تحقیق کرکے ان میں سے ضعیف اور غیر مستند روایات کو رد کر دیا ہے اور فقط روایات صحیحہ کو انتخاب کرکے یہ ضخیم کتاب تالیف کی ہے۔ علمائے اسلام اس کتاب کو ایک اہم تحقیقی منبع کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ اس کتاب کی

پہلی دس جلدیں سنہ ۱۳۸۰ شمسی میں اسلامی جمہوریہ ایران کے سالانہ کتاب میلہ میں "کتاب سال" کا ٹائٹل پا چکی ہیں۔ اسی طرح یہ کتاب حوزہ علمیہ قم میں "بہترین کتاب حوزہ" کا اعزاز پا چکی ہے۔[9]

اس کتاب کی نگارش میں مؤلف نے اپنے کلامی و تجزیاتی منہج کے علاوہ کچھ اصول اور مبانی وضع کئے ہیں جن کے بابت مؤلف کا کہنا ہے کہ سیرت اور تاریخ میں تحقیق کے لئے یہ اصول تمام عقلاء عالم کے ہاں قابل قبول ہیں۔[10] ان اصولوں کے پیش نظر سیرت کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری خود کسی بھی تاریخی واقعے کے حوالے سے کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ یہی اصول اس کتاب کو باقی کتب سیرت سے ممتاز کرتے ہیں۔ اس کتاب کے امتیازات میں سے ہے کہ مؤلف نے اس کی نگارش میں تاریخی، قرآنی اور کلامی کئی پہلوؤں سے خوب تحقیق اور دقت نظر سے کام لیا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخی واقعات کو کاملًا تنقیدی انداز میں پیش کیا ہے۔ جس کی مثالیں کتاب کے اندر جا بجا دیکھی جا سکتی ہیں۔ البتہ واقعات کی تجزیہ و تحلیل کرنے میں مؤلف نے زیادہ تر اپنی فکری و کلامی نظر سے استفادہ کیا ہے۔ اور تاریخی اخبار و شواہد کو اکٹھے کرنے کے بعد ایک منطقی ربط قائم رکھتے ہوئے تجزیہ و تحلیل کیا ہے اور اپنے اجتہاد و استنباطات سے نتیجہ گیری کی ہے۔ آغاز وحی، عصمت، داستان شق صدر، تقیہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام وغیرہ کے موضوعات پر اس کی مثالیں فراوان مل سکتی ہیں۔

اس کتاب کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مؤلف نے اس میں قرآن کریم کو محور قرار دیا ہے۔ چونکہ قرآن کریم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نازل ہوا اور آپ کی حیات میں ہی محفوظ ہوا جس میں کسی قسم کی تحریف کی گنجائش نہیں ہے۔ جبکہ تاریخی روایات حیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی لکھی گئی ہیں۔ پس مؤلف نے اسے ادلہ اور مستندات سیرت میں سب سے اہم دلیل اور سب سے سچا شاہد قرار دیا ہے۔ لہٰذا تاریخی واقعات کی توثیق میں قرآن کریم سے استناد کیا ہے۔ کوئی بھی تاریخی واقعہ اگر قرآن کریم سے موافق نہ ہو تو نا قابل قبول سمجھتے ہیں، کیونکہ قرآن کریم حتمًا ان تاریخی روایات پر ورود[11] رکھتا ہے۔

"الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ" کی خصوصیات میں سے ایک اور اہم ترین خصوصیت اس کتاب میں نقل ہونے والی تاریخی روایات کو کلامی اعتقادات کے معیار پر پرکھنا ہے۔ سید جعفر مرتضیٰ عاملی نے ہر تاریخی واقعے کو اعتقادی اور کلامی معیار پر پرکھا ہے اور جو چیز قرآن اور عقل کی روشنی میں اسلامی اعتقادات کے خلاف تھی اسے جرح و تعدیل اور نقد و نظر کرکے دلیل و برہان کے ساتھ رد کیا ہے۔ مؤلف جب کلامی عقائد اور تاریخی واقعات کے درمیان تعارض دیکھتے ہیں تو جو چیز کلامی قواعد کے مطابق قطعی و یقینی نظر آتی ہے اور مستحکم حقائق کی عکاسی کرتی ہے اُسے منقولہ روایت پر ترجیح دیتے ہیں[12]۔ اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں: "مسلمہ کلامی مسائل اور جو چیزیں ہمارے مسلّمہ یقینی عقائد کی حکایت کرتی ہیں، وہ صحیح اور غلط کی پہچان میں بنیادی و حتمی کردار ادا کرتی ہیں۔ لہٰذا ہم ان یقینی اعتقادات کے

ساتھ تعارض کرنے والی روایت کو قبول نہیں کر سکتے اور یہ چیز ہم چاہیں یا نہ چاہیں خود بخود پیش آ جاتی ہے۔ "[13]
اسی بنیاد پر وہ بعض اُن تاریخی منقولات کو رد کر دیتے ہیں جو مسلمہ دینی اعتقادات کے ساتھ تعارض رکھتی ہیں۔
ایک معیار کہ جس سے مؤلف نے بہت سی تاریخی روایات کی تحقیق میں استفادہ کیا ہے، عصمت انبیاء علیہم السلام کی کسوٹی ہے۔ مثلاً پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے زمانے کے بارے میں بعض روایات اس کسوٹی کی بنا پر مؤلف کی جانب سے رد کر دی جاتی ہیں کہ "انه کان معصوماً عما یستقبح قبل البعثة وبعدها"[14] (آپؐ بعثت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ہر قسم کی قباحتوں سے دور تھے۔)
اس کتاب کے مؤلف علوم دینیہ کے مختلف موضوعات مثلاً ادب، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اہل سنت اور اہل تشیع دونوں مکاتب فکر کے مصادر تاریخ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کی یہ مہارت اور آگاہی کتاب "الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ" کو دوسری کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ الصحیح من سیرۃ النبی ایک تجزیاتی کتاب ہے جس میں سیرت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ سے مربوط حوادث و واقعات کا تجزیہ و تحلیل کیا گیا ہے۔ بہت کم موارد ایسے مل سکتے ہیں جن میں فقط کسی تاریخی متن کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہو۔ ورنہ مؤلف کی روش یہ ہے کہ کسی بھی تاریخی واقعے کو بیان کرنے کے بعد اس کے موافق اور مخالف نظریات کو بیان کرتے ہیں۔ پھر ہر دو نظریات کے قرائن و دلائل کا تجزیہ کرتے اور آخر میں اصولی موقف کو لیتے ہوئے صحیح نظریہ بیان کرتے ہیں۔
اس کتاب کی ایک خصوصیت اس کے منابع ہیں۔ مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں تقریباً 1700 منابع فریقین سے بلا امتیاز اخذ و استفادہ کیا ہے۔ کتاب کی آخری جلد میں کتابیات کی فہرست میں 1683 کتابوں کا نام لکھا ہے جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان کتابوں میں سے بعض کے مجلدات سو سے زائد ہیں۔ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے مطالب دقیق اور عالمانہ ہیں۔ کسی بھی مطلب کے دلائل جب تک مکمل اور واضح نہ ہوں، اس حوالے سے کوئی رائے قائم نہیں کرتے۔ تاریخ اور سیرت کے کسی بھی موضوع پر کی جانے والی ہر بات کو اس کے منابع اولیہ سے حوالے کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ کسی بات کا اگر منابع اولیہ میں حوالہ نہ ملے تو اسے قبول ہی نہیں کرتے ہیں۔

الصحیح من سیرۃ الامام علی علیہ السلام (المرتضیٰ من سیرۃ المرتضیٰؑ)

حضرت علی ابن ابوطالب علیہما السلام کی سیرت کے موضوع پر مفصل ترین کتاب ہے۔ سید جعفر مرتضیٰ عاملی نے 53 جلدوں پر مشتمل اس کتاب میں حضرت علی علیہ السلام کے نام و نسب اور ولادت سے لے کر شہادت اور

تجہیز و تدفین تک کے احوال کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ الصحیح من سیرۃ النبی الاعظمؐ کے بعد الصحیح من سیرۃ الامام علیؑ بھی اس وجہ سے ممتاز ہے کہ اس کے بارے میں مؤلف نے "الصحیح" کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کتاب میں بھی مؤلف نے حضرت امام علی علیہ السلام کی سیرت کے بارے میں منقول روایات کو اپنے اصول سیرت نگاری کے مطابق صحیح اور سقیم روایات کو الگ کر کے پیش کیا ہے۔

الحیاۃ السیاسیۃ للامام الحسن (ع)

تین فصول پر مشتمل اس کتاب کی پہلی فصل میں عہد رسول اللہ ﷺ میں امام حسن علیہ السلام کی زندگی، حسنین کریمین علیہما السلام سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عاطفیت اور واقعہ مباہلہ میں حسنین علیہما السلام کو "ابنائنا" قرار دیے جانے کی تعبیر کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نیز اسی فصل کے آخر میں حضرت علی علیہ السلام کے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنا وصی اور جانشین بنانے کی نصوص اور رواہات کا تذکرہ اور ان کا تجزیہ شامل ہیں۔ فصل دوم میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی زندگی کے واقعات اور فصل سوم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ علیہ السلام کی زندگی کے احوال کو ذکر کیا ہے۔ اسی فصل میں امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کا عھد خلفاء کی مختلف فتوحات میں شرکت کرنے کی روایات کا ذکر کیا ہے۔ مؤلف کے مطابق حسنین کریمین علیہما السلام نے ایسی فتوحات میں شرکت نہیں کی۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے حصار کے دنوں میں حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے ان کی حفاظت کے لئے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو مامور کرنے کی روایت پر بھی بحث کی ہے۔ کتاب کے آخر میں امام حسن علیہ السلام کی شخصیت سے مربوط مصنوعی روایات پر تنقید کی ہے۔ یہ کتاب ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور سن ۱۴۱۴ھ میں دار السیرہ، بیروت سے چھپی ہے۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ محمد سپہری نے " تحلیلی از زندگانی سیاسی امام حسن (ع) " کے نام سے کیا ہے۔

سیرۃ الحسین علیہ السلام فی الحدیث والتاریخ (الصحیح من سیرۃ الامام الحسینؑ)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی سیرت اور زندگی کے احوال کے بارے میں 24 جلدوں پر لکھی گئی یہ کتاب حال ہی میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حدیث الانوار اور آپ کی ولادت کے بارے میں غیبی بشارت کا تذکرہ کیا ہے۔ کلی طور پر کتاب کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں ولادت اور زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی زندگی کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے حصے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

کے ادوار میں آپ علیہ السلام کی زندگی کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ جبکہ تیسرے حصے میں حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے دور میں آپ کی زندگی کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کے آخری تین حصے واقعہ کربلا سے متعلقہ احوال، امام علیہ السلام کے خطبات، شہدائے کربلا اور اسیران کربلا رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال پر مشتمل ہیں۔ کتاب کی تمام جلدیں اوسطاً ۳۵۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ المرکز الاسلامی للدراسات، بیروت نے اسے پہلی مرتبہ سن ۲۰۱۶ء میں طبع کرکے نشر کیا ہے۔

الحیاۃ السیاسیۃ للامام الرضاؑ

512 صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں ہے۔ اس کتاب کے چار حصے بنائے گئے ہیں۔ حصہ اول مقدماتی ابحاث پر مشتمل ہے۔ اس میں بنی عباس کی حکومت کی تشکیل، علوی سادات کے خلاف ان کی سیاست اور علویوں کی طرف سے ان کو لاحق خوف و خطرات کے علاوہ علوی سادات پر ان کے مظالم کے بض واقعات بھی درج کئے گئے ہیں۔ حصہ دوم میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شخصیت، مامون الرشید اور اس کے اہداف اور امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کو بیان کیا گیا ہے۔ انہی ابحاث کے ذیل میں مختلف مؤرخین کی آراء پر نقد بھی شامل ہے۔ حصہ سوم میں مامون کی طرف سے امام رضا علیہ السلام کو جو خلافت کی پیش کش کی گئی تھی، امام علیہ السلام کا اسے قبول نہ کرنا اور مجبوراً ولایت عہدی کو قبول کرنے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں متعدد واقعات و حوادث کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ حصہ چہارم میں مامون الرشید کی کچھ جنایات کا ذکر ہے جن کے ضمن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو شہید کرنے، نیز بعض لوگوں کے مامون کو امام کی شہادت سے بری الذمہ قرار دینے کے دلائل پر نقد بھی شامل ہے۔ کتاب کے اختتام پر امام رضا علیہ السلام کے نام "فضل بن سھل" کے خط کا متن، ولایت عہدی نامہ اور بنی عباس کے نام مامون الرشید کا خط اور کچھ دیگر خطوط بھی نقل کئے گئے ہیں۔

دراسات و بحوث فی التاریخ والاسلام

یہ کتاب تاریخ اسلام اور بعض اسلامی بزرگ شخصیات کے احوال کے بارے میں کچھ تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جلد اوسطاً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جلد اول میں "۲۷ تحریف شدہ کتب" کا تعارف، حضرت علی علیہ السلام کا اپنے بعد خوارج سے جنگ کرنے سے منع کرنے کا سبب، ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا اپنی مدح سرائی کرنے والے شاعروں کو تحائف دینا، عقیدہ مہدویت، اموی دور میں امام سجاد علیہ السلام کا کردار، حضرت علی علیہ السلام کا مدینہ چھوڑ کر کوفہ آنے کا سبب، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افکار (کمیونسٹ، سوشلسٹ یا اسلامی)، اسلام میں سکے کا رواج، رسول اکرم ﷺ کا محل دفن، حضرت عقیل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاویہ بن ابو سفیان کے پاس مدد لینے کے لئے جانا، حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاویہ بن ابو سفیان کو زمین فروخت کرنا، امام سجاد علیہ السلام کا مروان بن حکم سے قرض لینے سے مربوط قصہ، جنگ موتہ میں لشکر کے امیر، حضرت محمد بن حنفیہؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اور میت پر تکبیرات کی تعداد جیسے موضوعات پر ۱۹ مقالے شامل ہیں۔ اس کتاب کی دوسری جلد ۲۵ مقالات پر مشتمل ہے جن میں سے بیشتر تاریخی موضوعات کے بجائے اسلامی اخلاقیات کے موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔ جلد سوم میں "قرآن کریم کی نظر میں حرمین شریفین کی تولیت "، حزب اللہ لبنان کو تشکیل دینے کی ضرورت، "الاسلام وحقوق الانسان"، "الاسرائیلیات فی تاریخ الطبری" جیسے موضوعات پر دس سے زائد مقالات شامل ہیں۔ جلد چہارم مؤلف کے مختلف روزناموں اور ماہناموں کو دئے گئے انٹرویوز پر مشتمل ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ بھی ان کی سو سے زائد کتابیں ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ علوم اسلامیہ کے محققین کے لئے ان کی کتابیں تحقیق کا ایک نیا باب کھول دیتی ہیں۔ سید جعفر مرتضیٰ عاملی کا منفرد انداز اور ان کی روش تحقیق خود ایک موضوع تحقیق بن سکتا ہے۔ اگرچہ کسی بھی مؤرخ یا سیرت نگار کی تمام باتیں حرف آخر نہیں ہوتیں لیکن سید مرتضیٰ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد سیرت و تاریخ میں نئے پہلو سامنے آتے ہیں۔

خاتمہ

سید جعفر مرتضیٰ عاملی کی تالیفات میں دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ اپنی تحقیق کو "الصحیح" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی ان کا دعویٰ ہے کہ رسول اکرمؐ اور اہلبیت رسولؐ کی سیرت طیبہ کے بارے میں منقول ہر قسم کی روایات کا تجزیہ و تحلیل کرکے انہوں نے ان کی سیرت کا صحیح رخ بیان کیا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کس حد تک درست ہے، اس میں آنے والے محققین کو کام کرنے کی ضرورت ہے۔ سیرت نگاری میں سید جعفر مرتضیٰ عاملی کی روش اور ان کا اسلوب منفرد ہے۔ لہٰذا ان کے اسلوب کو بھی تحقیق کا موضوع بنایا جاسکتا ہے۔ سید جعفر مرتضیٰ عاملی سیرت نگاری کے شعبے میں مجتہد مانے جاتے ہیں۔ ان کی تالیفات کو متعدد بار "بہترین کتاب" کے ایوارڈز دئے جاچکے ہیں۔ تاریخی واقعات کے مختلف پہلوؤں پر ان کے استدلالات بھی قابل تحقیق و تجزیہ ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ اپنے نظریات ثابت کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں، یا ان کے نظریات باقی علماء کے ہاں کس حد تک مسلم ہیں، ان کی تحقیقات سے نئے آنے والے محققین کے لئے تاریخی واقعات کو مختلف زاویوں سے دیکھنے کا دروازہ کھل گیا ہے۔ وہ محقق کے لئے احترام متقابل کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے آراء اور نظریات کو علمی پیرائے میں لیتے ہوئے مورد تنقید قرار دیتے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے مطالعے کے بعد قارئین تاریخی واقعات پر تجزیہ و تحلیل کی

ضرورت واہمیت سے آشنا ہوتے ہیں۔خداوند متعال ہم سب کو حق اور حقیقت کا متلاشی بنائے اور تاریخی حقائق کا تحقیقی بنیادوں پر مطالعہ کرکے حقیقت کو تسلیم کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

*****

حوالہ جات

1۔ عبد الرحمٰن بن علی ابن جوزی، ابو الفرج، *المنتظم فی تاریخ الملوک والامم*، ج7، دراسۃ و تحقیق محمد عبد القادر عطا، مراجعہ و تصحیح نعیم زرزور، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1995) 212۔

2۔ مقالہ نگار کا سید محمد مرتضی عاملی (فرزند سید جعفر مرتضی عاملی) سے انٹرویو، دفتر سید جعفر مرتضی عاملی (مجتمع حکیم، پردیسان)، قم، ایران، 28 فروردین 1396ھ ش۔ بمطابق: 17 اپریل 2017ء۔

3۔ ماہنامہ ،کیہان فرہنگی، سال 1367ھ ش، شمارہ :59، مصاحبہ با سید جعفر مرتضیٰ عاملی، مدیر دکتر فیروز اصلانی، ناشر: موسسہ کیہان، خیابان فردوسی، تھران، 1-6

4۔ ماہنامہ، کیہان فرہنگی، 1-6۔

5۔ مقالہ نگار کا سید محمد مرتضی عاملی (فرزند سید جعفر مرتضی عاملی) سے انٹرویو، محولہ سابق۔

6۔ مقالہ نگار کا سید محمد مرتضی عاملی (فرزند سید جعفر مرتضی عاملی) سے انٹرویو، محولہ سابق۔

7۔ مکاتیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی زبان میں لکھی گئی ایک اہم کتاب ہے۔اس میں مؤلف نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب، مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے خطوط کو جمع کیا ہے۔اور ان تمام خطوط کے مطالب اور ان میں موجود قراردادوں اور عہد ناموں کا تحقیقاتی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ پندرہ فصول پر مشتمل یہ کتاب چار جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ پہلے چھے فصول میں زمانہ جاہلیت میں خط وکتابت، رسول اکرمؐ پڑھنا لکھنا جانتے تھے یا نہیں، اور خط کو آغاز کرنے کے آداب اور رسول اکرمؐ کے خطوط کی خصوصیات اور خوبصورتی کو بیان کیا ہے۔اور دوسرے فصول میں رسول اکرمؐ کے مختلف افراد، گروہوں اور بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پر مشتمل خطوط ذکر کئے ہیں۔آپؐ کے مختلف صلح نامے اور عہد نامے بھی اسی حصے میں شامل ہیں۔

8۔ مقالہ نگار کا سید محمد مرتضی عاملی (فرزند سید جعفر مرتضی عاملی) سے انٹرویو، دفتر سید جعفر مرتضی عاملی (مجتمع حکیم، پردیسان)، قم، ایران، 28 فروردین 1396ھ ش۔ بمطابق: 17 اپریل 2017ء۔

9۔ مقالہ نگار کا سید محمد مرتضی عاملی (فرزند سید جعفر مرتضی عاملی) سے انٹرویو، محولہ سابق۔

10۔ سید جعفر مرتضی، عاملی، الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم، ج1 (قم: دار الحدیث، 1426ھ) 280 ۔

11۔ "ورود" علم اصول کی ایک اصطلاح ہے۔ تعارض ادلہ کی صورت میں "حکومت" اور "ورود" کی اصطلاح پہلی بار شیعہ عالم دین شیخ مرتضیٰ انصاری نے پیش کی۔ حکومت اور ورود میں فرق یہ ہے کہ ایک دلیل دوسری پر "حاکم" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے دوسری دلیل پر مقدم کیا جاتا ہے، لیکن دوسری دلیل کی حجیت اور دلالت ختم نہیں ہوتی۔ جبکہ ایک دلیل دوسری پر "وارد" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی دلیل کا موضوع سے کوئی ربط ہی نہیں بنتا۔ (المظفر، محمد رضا، *اصول الفقہ*، تحقیق: صادق حسن زادہ المراغی، ط، اولیٰ (قم: مکتبۃ العزیزی، 1427ھ) 432۔

12۔ سید جعفر مرتضی، عاملی، *الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم*، ج2، (بیروت: معارف اسلام پبلشرز، 2017ء) 63-64۔

13۔ محمد تقی، سبحانی، *دوماہی مجلّہ آئینہ پژوهش*، دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ، قم، شمارہ 5، بهمن و اسفند 1369ش) 64۔

14۔ شہاب الدین احمد بن علی، ابن حجر عسقلانی، *فتح الباری شرح البخاری*، ج1 (بیروت: دار المعرفۃ، سن 1300ھ) 401۔

کتابیات

1. ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی، *فتح الباری شرح البخاری*، دار المعرفۃ، بیروت سن 1300ھ۔
2. محمد تقی، سبحانی، *دوماہی مجلّہ آئینہ پژوهش*، دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ، قم، شمارہ 5، بهمن و اسفند 1369ش.
3. عاملی، سید جعفر مرتضی، *الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم*، قم، دار الحدیث، 1426ھ۔
4. ندارد، ندارد، ماہنامہ، کیہان فرہنگی، سال 1367ھ ش، شمارہ: 59، مدیر دکتر فیروز اصلانی، ناشر: موسسہ کیھان، خیابان فردوسی، تہران۔
5. المظفر، محمد رضا، *اصول الفقہ*، تحقیق: صادق حسن زادہ المراغی، ط، اولیٰ، مکتبۃ العزیزی، قم، 1427ھ۔"
6. مقالہ نگار کا سید محمد مرتضی عاملی (فرزند سید جعفر مرتضی عاملی) سے انٹرویو، دفتر سید جعفر مرتضی عاملی (مجتمع حکیم، پردیسان)، قم، ایران، 28 فروردین 1396ھ ش۔ بمطابق: 17 اپریل 2017ء۔